Open Access
Received 16Oct 2021 Accepted 28Oct. 2021
ISSN E: 2790-7694, ISSN P: 2790-7686
http://www.al-asr.pk

متارکہ کے متعلق فقہاء کی آراء کا تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of the Opinions of Jurists About Mutarkah

Ms Bushra Bashir
M.Phil Scholar Islamia University

Dr. Muhammad Sarwar
Assistant Professor
University of Veterinary & Animal Sciences, Lahore
sarwarsiddique@uvas.edu.pk

Dr. Ahmad Raza
Islamic Studies
ahmadrazacti@gmail.com

ABSTRACT

Mutarkah means to leave each other. Prohibition after the proof of intercourse, the wife will be unlawful on the husband forever. It is necessary to end the marital relationship between the spouses, without which the woman cannot get married in another place, even if many years have passed. After many years, a woman can go through 'Iddah and then marry another man. The majority of jurists have used the term abrogation instead of mutarkah, while the Ahnaaf have used mutarkah in the literal sense.The opinions of the jurists differ on the proof of the prohibition of intercourse. However, after the proof of prohibition of intercourse, the marriage will be annualled. The woman never stayed with her husband after the proof of prohibition and let the husband don't come near, and the man must separate from the woman If men and women are not separated from each other, then the judge must separate them.Separation after proof of hurmat e musahrat is necessary. The issue should not be suppressed to avoid the embarrassment of the society.

Keywords: Hurmat e Musahrat, Mutarkah, Marriage corrupt, Termination

ابتدائیہ:

متارکہ کا معنٰی ایک دوسرے کو چھوڑنے کے ہیں حرمت مصاہرت کے ثبوت کے بعد بیوی ہمیشہ کے لیے شوہر پر حرام ہو جائے گی ایسی صورت میں زوجین کے درمیان متارکہ یعنی ازدواجی تعلق ختم کرنا ضروری ہے بغیر متارکہ کے عورت کسی دوسری جگہ نکاح نہیں کرسکتی اگرچہ کئی سال گذر جائیں، عورت عدت گذار کر پھر کسی دوسرے مرد سے نکاح کرسکتی ہے، جمہور فقہاء نے متارکہ کی بجائے فسخ کی اصطلاح کو استعمال کیا ہے جبکہ احناف نے متارکہ کو لغوی معنٰی میں استعمال کیا ہے، حرمت مصاہرت کے ثبوت میں فقہاء کی آراء مختلف ہیں البتہ حرمت مصاہرت کے ثبوت کے بعد نکاح فسخ ہو جائے گا، حرمت مصاہرت کے ثبوت کے بعد عورت ہر گز شوہر کے پاس نہ رہے اور نہ ہی شوہر کو قریب آنے دے اور مرد کے لیے لازم ہے کہ وہ عورت سے جدا ہو جاے اگر مرد وعورت ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں تو قاضی پر لازم ہے کہ دونوں میں تفریق کردے،اب متارکہ کی لغوی تحقیق پیش کی جارہی ہے:

متارکہ کے متعلق علماء لغت کی ابحاث حسب ذیل ہیں:

احمد مختار عمر متارکہ کے متعلق لکھتے ہیں:

"تارك يتارك، متاركة"(1)

متارکۃ،مصدر ہے **تارک یتارک** سے۔

متارکہ مصدر ہے باب مفاعلہ سے اور اس کا مادہ ترک ہے اور ترک کا معنٰی چھوڑنے کے ہیں اور متارکہ کا معنٰی ایک دوسرے کو چھوڑنے کے ہیں ،متارکہ کرنے سے چونکہ میاں بیوی میں جدائی ہو جاتی ہے اس لیے اسکو متارکہ کہا جاتا ہے۔

حرمت مصاہرت کے ثبوت کے بعد چونکہ زوجین میں جدائی ہو جاتی ہے اور ضروری ہے کہ شوہر ایسے الفاظ بولے کہ میں نے تجھے چھوڑ دیا یا میں نے تیرا راستہ چھوڑ دیا تو عورت عدت کے بعد دوسرے مرد سے نکاح کرسکتی ہے۔

جب مرد و عورت کے درمیان حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے تو جدائی ضروری ہو جاتی اور اس جدائی کو متارکہ کہا جاتا ہے۔

متارکہ تخلیہ اور جدا کرنے کے معنٰی میں استعمال ہوتا ہے مرد کا عورت کو اپنے سے جدا کر دینا یا قاضی کا مرد و عورت کو جدا کر دینا متارکہ کہلاتا ہے۔

متارکہ کا اصطلاحی مفہوم:

موسوعہ فقہیہ میں ہے:

"وَفِي الاِصْطِلاَحِ: تَرْكُ الرَّجُل الْمَرْأَةَ الْمَعْقُودَ عَلَيْهَا بِعَقْدٍ فَاسِدٍ قَبْل الدُّخُول أَوْ بَعْدَهُ"(2)

اصطلاح میں متارکت یہ ہے کہ مرد اس عورت کو جس سے عقد فاسد ہوا ہے وطی سے پہلے یا اس کے بعد چھوڑ دے۔

جب کسی مرد نے کسی عورت سے عقد فاسد کیا تو اس کو چھوڑ دینا متارکت ہے چاہے وطی کرنے سے پہلے اس کو چھوڑ دے یا وطی کے بعد اس کو چھوڑ دے جب تک شوہر زبان سے نہ کہے کہ میں نے اس عورت کو اپنے سے جدا کر دیا اس وقت تک اس عورت کا نکاح کسی دوسرے شخص سے کسی صورت میں نہیں ہو سکتا اسی طرح حرمت مصاہرت کے ثبوت کے بعد متارکہ ضروری ہے۔

حرمت مصاہرت کے ثبوت کے بعد عورت کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہرگز شوہر کے پاس نہ رہے اور نہ ہی شوہر کو قریب آنے دے اور مرد کے لیے ضروری ہے کہ وہ عورت سے متارکہ کرے تاکہ عورت آزاد ہو جائے اور اسلامی اصولوں کے مطابق اپنی زندگی گذار سکے۔

موسوعہ فقہیہ میں ہے کہ جمہور فقہاء نے لفظ متارکہ استعمال نہیں کیا بلکہ احناف نے استعمال کیا ہے:

"لَمْ يُعَرِّفِ الْفُقَهَاءُ الْمُتَارَكَةَ تَعْرِيفًا وَاضِحًا وَلَمْ يَسْتَعْمِل جُمْهُورُ الْفُقَهَاءِ لَفْظَ الْمُتَارَكَةِ بَل اسْتَعَاضُوا عَنْهُ بِلَفْظِ الْفَسْخِ وَلَكِنَّ الْحَنَفِيَّةَ اسْتَعْمَلُوا لَفْظَ الْمُتَارَكَةِ فِي بَعْضِ الْعُقُودِ الْفَاسِدَةِ بِمَعْنَاهُ اللُّغَوِيِّ فِي الْجُمْلَةِ"(3)

فقہاء نے متارکہ کی کوئی واضح تعریف نہیں کی اور جمہور فقہاء نے متارکہ کے لفظ کو استعمال نہیں کیا بلکہ فسخ کا لفظ استعمال کیا ہے لیکن حنفیہ نے متارکہ کے لفظ کو بعض فاسد عقود میں فی الجملہ اس کے فاسد عقود میں استعمال کیا ہے۔

فقہاء کی جماعت میں سے صرف احناف نے متارکہ کی اصطلاح کو استعمال کیا ہے جبکہ جمہور فقہاء نے متارکہ کی بجائے فسخ کی اصطلاح کو استعمال کیا ہے۔

متارکہ کا طریقہ:

متارکہ صرف قول سے ہو سکتا ہے، مثلاً یہ کہے میں نے تجھے نکاح سے آزاد کیا، یا یوں کہے میں نے تجھے چھوڑ دیا، اور صرف سابقہ نکاح سے انکار کو متارکہ نہ کہا جائے گا۔

عثمان بن علی ذیلی حنفی لکھتے ہیں:

"وَلَا تَتَحَقَّقُ الْمُتَارَكَةُ إلَّا بِالْقَوْلِ بِأَنْ يَقُولَ تَارَكْتُك أَوْ تَارَكْتها أَوْ خَلَّيْت سَبِيلَك أَوْ خَلَّيْتهَا"(4)

متارکہ متحقق نہیں ہوتا مگر قول کے ساتھ یہ کہ مرد کہے میں نے تجھے چھوڑ دیا یا اس نے تجھے چھوڑ دیا یا میں نے تیرا راستہ چھوڑ دیا یا اس نے تیرا راستہ چھوڑ دیا۔

متارکہ صرف قول سے ہوگا مرد کے لیے ضروری ہے کہ وہ زبان سے ایسے الفاظ کہے کہ متارکہ ہو جائے دخول کے بعد بالاتفاق متارکت قولی ضروری ہے، اور دخول سے پہلے بعض نے متارکت فعلیہ کو کافی کہا ہے جبکہ نہ لوٹنے کا عزم کرلے بعض نے بہر صورت متارکت قولیہ کو لازم کہا ہے۔

حرمت مصاہرت کے بعد متارکہ ضروری ہے کیونکہ حرمت مصاہرت سے نکاح ختم نہیں ہوتا چنانچہ علاء الدین حصکفی لکھتے ہیں:

"وبحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح حتى لا يحل لها التزوج بآخر إلا بعد المتاركة"(5)

حرمت مصاہرت سے نکاح ختم نہیں ہوتا لہذا وہ دوسرے شخص سے نکاح نہیں کر سکتی جب تک خاوند متارکہ نہ کرے۔

حرمت مصاہرت کے ثبوت کے بعد مرد وزن کا جدا ہو جانا اور اس نکاح فاسد کا فسخ کر دینا فرض ہو جاتا ہے مگر وہ نکاح خود بخود ختم نہیں ہوگا، جب تک کہ شوہر متارکہ نہ کرے۔

زبان سے متارکہ کے متعلق ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

"المتاركة في الفاسد بعد الدخول لا تكون إلا بالقول كخليت سبيلك أو تركتك ومجرد إنكار النكاح لا يكون متاركة. أما لو أنكر وقال أيضا اذهبي وتزوجي كان متاركة والطلاق فيه متاركة لكن لا ينقص به عدد الطلاق"(6)

نکاح فاسد میں دخول کے بعد متارکہ صرف زبانی ہو سکتا ہے، مثلا یہ کہے میں نے تجھے نکاح سے آزاد کیا، یا یوں کہے میں نے تجھے چھوڑ دیا، اور صرف سابقہ نکاح سے انکار کو متارکہ نہ کہا جائے گا، ہاں اگر نکاح کے ساتھ یہ بھی کہے کہ جا نکاح کر، تو متارکہ ہو جائے گا۔ اور اس موقعہ پر طلاق دینے سے متارکہ ہو جائے گا لیکن اس سے عدد طلاق کم نہ ہوگا۔

لفظ طلاق سے بھی متارکہ ہو جائے گا مگر اس طلاق سے یہ نہ ہو گا کہ اگر پھر اس سے نکاح صحیح کرے، تو تین طلاق کا مالک نہ رہے بلکہ نکاح صحیح کرنے کے بعد تین طلاق کا اسے اختیار رہے گا۔

نکاح فاسد ہوا دخول بھی ہو گیا تو متارکہ صرف قول سے ہو سکتا ہے لیکن اگر کوئی شخص نکاح سے انکار کرتا ہے کہ اب میرا نکاح نہیں ہے تو اس کو متارکہ نہیں کہا جائے گا ہاں اگر وہ شخص طلاق دے دے تو پھر بھی متارکہ ہو جائے گا۔

دوسرے شخص سے نکاح کرنے کے لیے متارکہ کرنا ضروری ہے چنانچہ ابن نجیم حنفی لکھتے ہیں:

"وَبِثُبُوتِ حُرْمَةِ الْمُصَاهَرَةِ وَحُرْمَةِ الرَّضَاعِ لَا يَرْتَفِعُ بِهِمَا النِّكَاحُ حَتَّى لَا تَمْلِكُ الْمَرْأَةُ التَّزَوُّجَ بِزَوْجٍ آخَرَ إلَّا بَعْدَ الْمُتَارَكَةِ، وَإِنْ مَضَى عَلَيْهِ سُنُونَ"(7)

حرمت مصاہرت اور حرمت رضاعت کے ثبوت کے ساتھ نکاح ختم نہیں ہو گا اور یہاں تک کہ کسی دوسرے کی ملکیت میں عورت نہیں آسکتی ہے مگر متارکہ کے بعد اگرچہ کئی سال گذر جائیں۔

اگر حرمت مصاہرت کا ثبوت ہو جائے تو شریعت کی پاسداری کرتے ہوئے عورت سے الگ ہو جانا چاہیے تاکہ عورت عقد سے نکل کر اپنی زندگی گذار سکے۔

حرمت مصاہرت سے نکاح ختم نہیں ہوتا بلکہ فاسد ہوتا ہے چنانچہ ابن عابدین لکھتے ہیں:

"ان النكاح لا يرفع بحرمةالمصاهرةوالرضاعبليفسدحتيلو وطئهاالزوجقبلالتفريقلايجبعليهاالحداشتبهعليهاو لميشتبه"(8)

حرمت مصاہرت اور حرمت رضاعت کی بنا پر نکاح ختم نہیں ہوتا بلکہ فاسد ہوتا ہے لہذا اگر خاوند نے تفریق سے قبل وطی کر لی تو اس پر زنا کی حد نہیں ہو گی اس کو کوئی اشتباہ ہو یا نہ ہو۔

نکاح فاسد ہوا اس کے بعد اگر خاوند نے وطی کر لی تو اس سے زنا کی حد نہیں لگائی جائے گی چاہے کسی شبہ سے وطی کی ہو یا بغیر شبہ کے وطی کی ہو۔

حرمت مصاہرت سے نکاح ختم نہیں ہوتا بلکہ فاسد ہوتا ہے چنانچہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

"وقد علمت أن النكاح لا يرتفع بل يفسد وقد صرحوا في النكاح الفاسد بأن المتاركة لا تتحقق إلا بالقول، إن كانت مدخولا بها كتركتك أو خليت سبيلك، وأما غير المدخول بها فقيل تكون بالقول وبالترك على قصد عدم العود إليها.وقيل: لا تكون إلا بالقول فيهما"(9)

یقیناآپ نے جان لیاکہ نکاح (حرمت مصاہرت) سے ختم نہیں ہوتابلکہ فاسد ہوتاہے اور علماء نے تصریح کی ہے کہ نکاح فاسد میں متارکہ قول کے ساتھ متحقق ہوتاہے اگر عورت کے ساتھ دخول ہو چکاہواور اگر غیر مدخولہ ہو تواس کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ متارکہ قول سے ہی ہو گااور دوبارہ اس کی طرف لوٹنے کاارادہ نہ ہونے سے بھی ہوسکتاہے ایک قول یہ ہے کہ دونوں صورتوں میں متارکہ قول سے ہو سکتاہے۔

دخول کے بعد بالاتفاق متارکت قولی ضروری ہے،اور دخول سے پہلے بعض نے متارکت فعلیہ کو کافی کہاہے جبکہ نہ لوٹنے کاعزم کرلے بعض نے بہر صورت متارکت قولیہ کو لازم کہاہے۔

متارکت کے الفاظ کازبان سے اداکرناضروری ہے صرف عملاً لڑکی کے پاس نہ جانا کہ شاید اس سے متارکت ہو جائے گی بلکہ اس سے متارکت نہ ہوگی چاہے سالوں گزر جائیں لڑکی اس کے عقد میں کہلائے گی اور اس کا کسی دوسری جگہ نکاح ناجائزرہے گا۔

ابن عابدین لکھتے ہیں:

"وإن مضى عليهاسنونكمافيالبزازيةوعبارة الحاويالا بعدتفريقالقاضيأوبعدالمتاركة"(10)

اگرچہ کئی سال گزر جائیں جیساکہ بزازیہ میں ہے اور حاوی کی عبارت کے مطابق قاضی کی تفریق یامتارکہ کے بعد ہی وہ نکاح کرسکے گی۔

عورت اگرچہ کتنے سال ہی بیٹھی رہے آگے نکاح نہیں کرسکتی جب تک کہ متارکت نہ ہو جاے اگر متارکہ نہیں ہوتا تو قاضی تفریق پیدا کردئے زوجین کے درمیان۔

عورت کی طرف سے متارکت:

عورت کو اگر متارکہ کا حق دے دیا جائے تو فتنہ لازم آئے گا کہ وہ خود ہی متارکہ کرلے گی اور خاوند سے آزاد ہو جائے گی عصر حاضر میں چھوٹی چھوٹی باتوں پہ گھریلو جھگڑے ہوتے ہیں اگر عورت کو متارکہ کا حق دیا گیاتو عورت کے لیے راہ ہموار ہو جاے گی اور وہ شوہر سے علیحدگی اختیار کرلے گی۔

جب تک مرد متارکہ نہ کرے یاحاکم شرع تفریق نہ کردے نکاح بیشک باقی ہے دوسری جگہ ہر گز نکاح جائز نہیں ہوگاہاں بعد متارکہ یا تفریق حاکم جس سے چاہے نکاح کرئے چنانچہ احمد رضالکھتے ہیں۔

"انظهر ھھنافاناالدرخصالمتارکۃبالزوج وحقق الشامی انھا تکونمنالمرأۃایضاوانلافرقبینھاوبینالفسخ،وقدتقررانحرمۃالمصاھرۃتفسد النکاحوانفیالنکاحالفاسدلکلمنھافسخھولوبغیرمحضر منصاحبھدخلبھا أولا"(11)

یہاں غور کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ "در" نے متارکہ کا حق خاوند کے لیے خاص کیا ہے، جبکہ علامہ شامی نے کہا کہ عورت کو بھی متارکہ کا حق ہے کیونکہ متارکہ اور فسخ میں کوئی فرق نہیں اور یہ بات ثابت شدہ ہے کہ حرمت مصاہرت نکاح کو فاسد کردیتی ہے۔ جبکہ نکاح فاسد میں خاوند وبیوی دونوں کوایک دوسرے کی موجودگی ہو یا نہ ہو دخول کیاہو نہ کیاہو فسخ کا حق ہے۔

اس میں اختلاف ہے کہ متارکہ کا حق کس کو ہے علاء الدین حصکفی کے نزدیک متارکہ صرف مرد کر سکتا ہے جبک علامہ شامی کے نزدیک عورت کو بھی متارکہ کا حق ہے کیونکہ متارکہ اور فسخ میں کوئی فرق نہیں ہے حرمت مصاہرت سے نکاح فاسد ہو جاتا ہے نکاح فاسد میں میاں بیوی کی موجودگی ہو یا نہ ہو دخول کیاہو یا نہ کیاہو فسخ کا حق ہے۔
متارکہ خاوند کے ساتھ ہی خاص ہے چنانچہ احمد رضا لکھتے ہیں:

"وبالجملۃفلایثبتمنکلامھمالاااختصاصالزوجبالمتارکۃثملا

یشمخلافھاصلا،اقولوقولالنھرانالمتارکۃفیمعنیالطلاقمعناھأنالمتارکۃفیالفاسدفیمعنیالطلاقفیالص

حیحفلا

یمسھماذکرالرملیوأیدھالشامیواماالاستشکالبقولھمکمافیالدریثبتلکلواحدمنھافسخھولو

بغیرمحضرمنصاحبھدخلبھااولا فیالأصحخروجاعنالمعصیۃفلا

ینافیوجوبھبلیجبعلیالقاضیالتفریقبینھما"(12)

حاصل کلام یہ ہے کہ فقہاء کرام کے کلام سے متارکہ کا خاوند کے ساتھ خاص ہونا ہی ثابت ہوتا ہے، اوراس کے خلاف کی بو تک محسوس نہیں ہوتی۔ میں کہتا ہوں کہ نہر کے قول میں کہ متارکہ، طلاق کے معنٰی میں ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ فاسد نکاح میں متارکہ طلاق کے قائم مقام ہے صحیح قول میں، لہذا رملی کا اعتراض بے جاہے اس کی تائید علامہ شامی نے کی ہے، باقی رہاوہ اشکال جو فقہاء کی اس عبارت سے پیدا ہوتا ہے جس کو در میں اختیار کیا ہے کہ مرد اور عورت دونوں کو فسخ کا اختیار ہے اگرچہ ایک دوسرے کی غیر حاضری میں ہو، دخول ہو یا نہ، تاکہ گناہ سے اجتناب ہو سکے، اور یہ آپس کا متارکہ قاضی پر تفریق کے وجوب کے منافی نہیں ہے بلکہ قاضی دونوں پر تفریق کا حکم دے گا۔

حرمت مصاہرت یاتو نکاح سے پہلے ہوئی یابعد میں یعنی حرمت مصاہرت کے ثبوت کا کوئی سبب نکاح سے قبل پایا گیا یا نکاح کے بعد پایا گیا، اگر حرمت مصاہرت پہلے ہوئی تو نکاح سرے سے ہی فاسد و مردود واقع ہوا، عورت بذات خود اسے فسخ کر سکتی ہے اگرچہ شوہر غیب ہو کیونکہ یہ معصیت ہے اور معصیت سے بچنا واجب ہے یہ آپس کا متارکہ جو ہے وہ قاضی کی تفریق کے منافی نہیں ہے۔

فتنہ سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ فسخ کا اختیا صرف خاوند کو ہو چنانچہ امام احمد رضا لکھتے ہیں:

"فاقول یترا أی لی واالله تعالٰی اعلم ان هذافبمااذا وقعفاسداکمااذاانکحهابلاشهوداوبعدمامسامهاوذلکلانهلمیثبتلهاالیدالشرعیةعلیهااصلاوکانل کلمنهمافسخهازالةللمعصیةوماذکرواهنامن تخصیص المتارکةبالزوجفهو فیمااذاطرأالفسادفحلاتتفردبالفسخلانهلیسدفعا بلرفعلیدشرعیةثبتتللزوجفلابدمنمتارکتهوالحکمةفیهانلوجوزناتفردها فیهبالفسخلشاعتالفتنفکلامرأةتریدانتفارقزوجهاتقبلابنهمثلاًبشهوةفیفسدالنکاحفتفسخهمبتد ءةوتنکح من شاءت وهذابابیجب سده"(13)

مجھے جو معلوم ہوتا ہے وہ یہ کہ مرد اور عورت دونوں کو بہر صورت فسخ کا اختیار اس صورت میں ہے جبکہ نکاح ابتداءً ہی فاسد منعقد ہوا ہو جیسے بغیر گواہوں کے نکاح یا منکوحہ کی ماں کو پہلے شہوت سے چھو چکا ہو، کیونکہ اس صورت میں خاوند کا بیوی پر شرعی حق ثابت ہی نہیں ہوتا اس لیے دونوں کو ایک دوسرے سے متارکہ کا حق ہے تاکہ گناہ کا ازالہ ہو جائے اور فقہاء کرام نے جو یہ کہا کہ متارکہ خاوند کا ہی حق ہے وہ اس صورت میں ہے جبکہ ابتداءً نکاح صحیح ہوا ہو اور بعد میں فساد اس پر طاری ہوا ہو، تو اس صورت میں اکیلی عورت کو فسخ کا حق نہیں کیونکہ یہ گناہ کا دفاع نہیں بلکہ ثابت شدہ شرعی حق کا خاتمہ ہے اس لیے خاوند کی طرف سے متارکہ ضروری ہے اور اس کی حکمت یہ ہے کہ اگر اس صورت میں عورت کو مستقل طور پر فسخ کا حق دیا جائے تو فتنہ برپا ہو گا کہ جب بھی عورت اپنے خاوند سے علیحدگی چاہے تو وہ مثلا خاوند کے بیٹے کا شہوت سے بوسہ لے لے اور خود نکاح کو فاسد کر کے جہاں چاہے نکاح کرتی پھرے تو اس فتنہ کا سد باب ضروری ہے۔

مرد اور عورت دونوں کو فسخ اختیار اس وقت حاصل ہو گا جب نکاح ابتداء میں ہی فاسد منعقد ہوا ہو یعنی نکاح بغیر گواہوں کے یا شادی سے قبل بیوی کی ماں کو شہوت سے چھوا ہو یا کوئی اور دواعی وطی پائے گئے یا بیوی کی ماں سے زنا

کر لیا کیونکہ اس صورت میں خاوند کا بیوی پر شرعی حق ثابت ہی نہیں ہوتا اس لیے دونوں کو ایک دوسرے سے متارکہ کا حق ہے تا کہ گناہ کا ازالہ ہو جائے ابتداءً نکاح صحیح ہوا ہو تو اس صورت میں اکیلی عورت کو فسخ کا حق نہیں ورنہ فتنہ لازم آئے گا۔

متارکہ اور فسخ میں کوئی فرق ہے یا نہیں ہے اس میں اختلاف ہے چنانچہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

"وخص الشارح المتاركة بالزوج كما فعل الزيلعي لأن ظاهر كلامهم أنها لا تكون من المرأة أصلا مع أن فسخ هذا النكاح يصح من كل منهما بمحضر الآخر اتفاقا. والفرق بين المتاركة والفسخ بعيد كذا في البحر. وفرق في النهر بأن المتاركة في معنى الطلاق فيختص به الزوج، أما الفسخ فرفع العقد فلا يختص به وإن كان في معنى المتاركة، ورده الخير الرملي بأن الطلاق لا يتحقق في الفاسد فكيف يقال إن المتاركة في معنى الطلاق، فالحق عدم الفرق، ولذا جزم به المقدسي في شرح نظم الكنز إلخ"(14)

شارح نے متارکہ کو خاوند کے ساتھ مختص کیا جیسا کہ امام زیلعی نے کیا ہے کیونکہ ظاہر کلام سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ متارکہ کا حق عورت کو نہیں ہے حالانکہ اس نکاح کا فسخ کرنا مرد اور عورت دونوں کو ایک دوسرے کی موجودگی میں بالاتفاق جائز ہے اور متارکہ اور فسخ میں فرق بعید ہے، بحر میں یوں ہی ہے جبکہ نہر میں فرق بتایا گیا کہ متارکہ طلاق کی طرح ہے اس لیے طلاق کی طرح خاوند ہی متارکہ کر سکتا ہے، اور فسخ نکاح کو کالعدم قرار دینے کا نام ہے اس لیے یہ خاوند سے مختص نہ ہوگا اگرچہ متارکہ کا معنی پایا جاتا ہے، اس کو خیر الدین رملی نے رد کر دیا اور کہا کہ فاسد نکاح میں طلاق کی ضرورت نہیں ہوتی تو وہاں متارکہ، طلاق کے معنٰی میں کیسے کہا جا سکتا ہے، لہذا حق یہی ہے کہ متارکہ اور فسخ میں کوئی فرق نہیں، اس لیے مقدسی نے نظم الکنز کی شرح میں اس پر جزم کا اظہار کیا ہے۔

متارکہ طلاق کی طرح ہے اس لیے طلاق کی طرح خاوند ہی متارکہ کر سکتا ہے، اور فسخ، نکاح کو کالعدم قرار دینے کا نام ہے اس لیے یہ خاوند سے مختص نہ ہوگا البتہ فقہاء نے کہا کہ حق یہی ہے کہ متارکہ اور فسخ میں کوئی فرق نہیں ہے۔

عورت کی طرف متارکت کی ایک صورت کو مفتی سعید احمد پالنپوری بیان کرتے ہیں:

"اگر حرمت مصاہرت عقدِ نکاح کے قبل سے موجود ہو تو عورت کی جانب سے بھی متارکت ہو سکتی ہے لیکن اگر حرمتِ مصاہرت عقد کے بعد طاری ہوئی ہے مثلاً ساس سے (عقد کے بعد) زنا کیا تو اب بیوی کی طرف سے متارکت صحیح نہیں ہے شوہر ہی کی طرف سے متارکت ضروری ہے"۔(15)

اگر کسی شخص نے کسی عورت کی ماں سے شادی سے قبل ایسا تعلق ایسا قائم کیا یعنی زنا کر لیا یا دواعی وطی پائے گئے کہ جس سے حرمت مصاہرت اس کی بیٹی سے نکاح کرنے سے قبل پائی گئی تو پھر عورت کی جانب سے بھی متارکت ہو سکتی ہے۔

طلاق اور متارکہ:

طلاق اور متارکہ کے درمیان موافقت اور مخالفت کو موسوعہ فقہیہ میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:

"وَالْمُتَارَكَةُ تُوَافِقُ الطَّلاَقَ مِنْ وَجْهٍ وَتُخَالِفُهُ مِنْ وَجْهٍ ، تُوَافِقُهُ فِي حَقِّ إِنْهَاءِ آثَارِ النِّكَاحِ ، وَفِي أَنَّهَا حَقُّ الرَّجُل وَحْدَهُ ، وَتُخَالِفُهُ فِي أَنَّهَا لاَ تُحْسَبُ عَلَيْهِ وَاحِدَةً ، وَأَنَّهَا تَخْتَصُّ بِالْعَقْدِ الْفَاسِدِ ، وَالْوَطْءِ بِشُبْهَةٍ ، أَمَّا الطَّلاَقُ فَمَخْصُوصٌ بِالْعَقْدِ الصَّحِيحِ"(16)

متارکت بعض اعتبار سے طلاق کے موافق ہے اور بعض اعتبار سے اس کے خلاف ہے موافق اس اعتبار سے ہے کہ یہ بھی آثار نکاح کو ختم کر دیتی ہے اور صرف شوہر کے دائرہ اختیار میں ہوتی ہے اور خلاف اس اعتبار سے کہ کہ شوہر کی طرف سے اس کو طلاق شمار نہیں کیا جاتا نیز یہ عقد فاسد اور وطی بالشبہ کے ساتھ خاص ہے جبکہ طلاق عقد صحیح کے ساتھ مخصوص ہے۔

متارکت طلاق کی طرح ہے اس لحاظ سے کہ جس طرح طلاق سے نکاح ختم ہو جاتا ہے اسی طرح سے متارکت بھی آثار نکاح کو ختم کر دیتی ہے اور متارکت شوہر کے اختیار میں ہوتی ہے لیکن متارکت طلاق نہیں ہے اور متارکت اس وقت ہوتی ہے جب عقد فاسد ہوا ہو یا وطی شبہ کے ساتھ پائی گئی جبکہ طلاق عقد صحیح میں ہوتی ہے متارکت کی ضرورت صرف عقد فاسد میں پڑتی ہے اگر عقد صحیح ہو تو متارکت سے علیحدگی نہیں بلکہ طلاق دینے سے ہی فرقت ہو گی۔

اگر شوہر متارکت سے انکار کرے حرمت ثابت ہونے کے بعد تو اس کے متعلق سعید احمد پالنپوری لکھتے ہیں:

"اگر خاوند بے دینی اختیار کرے اور عورت کو الگ نہ کرے تو عورت کو قاضی سے تفریق کا حکم حاصل کرنا چاہیے اور جس علاقہ میں قاضی نہ ہو وہاں اگر کوئی مسلمان حاکم حکومتِ وقت کی جانب سے ایسے معاملات میں تفریق کا اختیار رکھتا ہو تو اسکے پاس مقدمہ پیش کرے"۔(17)

تفریق بنیادی طور پر قاضی کے فیصلہ سے ہوتی ہے، لیکن مصاہرت کی وجہ سے قاضی کی تفریق کی ضرورت نہیں ہے عورت حرمت مصاہرت پیدا ہو جانے کا دعویٰ کرتی ہو اور مرد اس سے انکار کرتا ہو، یا نکاح فاسد ہو گیا، لیکن مرد وزن از خود ایک دوسرے سے علیحدہ ہونے کو تیار نہ ہوں، ایسی تمام صورتوں میں پھر یہ مسئلہ دائرۂ قضاء میں آجاتا ہے اور

قاضی کا فیصلہ ضروری ہو جاتا ہے عورت کو عدالت میں دعویٰ دائر کرنا چاہیے یا مصالحتی کونسل میں شوہر کو طلب کرئے یا اسلامی نظریاتی کونسل اور وفاقی شرعی عدالت ایسے واقعات میں اپنا کردار فوری ادا کرے اور متارکت ہونے کے بعد عدت پوری کر کے دوسرے شوہر سے نکاح کر کے اپنی اچھی زندگی گزارے عصر حاضر میں دار الافتاء میں ایسے مسائل کا حل موجود ہے اور مفتیان کرام ذمہ داریاں سرانجام دے رہے ہیں لیکن ریاست کو اپنا ادارہ مضبوط بنا چاہئے کہ اگر کوئی ایسا واقعہ رونما ہو جس سے حدود اللہ پامال ہو رہی ہوں بر وقت بغیر کسی دیر کے فیصلہ کرنا چاہیے۔

امام احمد رضا لکھتے ہیں:

"مصاہرت کے ثبوت کے بعد فسخ نکاح کے لئے قاضی کی کوئی ضرورت نہیں، بلکہ مرد وعورت دونوں پر لازم ہے کہ وُہ فسخ قرار دے کر جدائی اختیار کریں تاکہ شریعت کی تعظیم اور گناہ سے اجتناب کیا جا سکے"(18)

مصاہرت کے ثبوت کے بعد قاضی کے فیصلہ کی ضرورت نہیں ہے مرد وعورت دونوں نکاح کو فسخ کر کے جدائی اختیار کر لیں تاکہ گناہ سے بچا جا سکے۔

اگر عورت دعویٰ کرئے تو فیصلہ کیسے کیا جائے گا چنانچہ حیلہ ناجزہ میں ہے:

"جس وقت عورت دعٰوی کرئے کہ میرے شوہر اور میرے درمیان کے اصول وفروع (یعنی اوپر کے یا نیچے کے رشتوں میں سے فلاں شخص کے درمیان یا شوہر اور میرے اصول وفروع میں سے فلاں عورت کے درمیان اس قسم کا واقعہ پیش آیا ہے جو کہ حرمت مصاہرت کا باعث ہے اس وجہ سے مجھ کو میرے شوہر سے علیحدہ کر دیا جائے تو قاضی یا اس کا قائم مقام پہلے تو شوہر سے بیان لے (یعنی جواب دعٰوی لے) اگر شوہر نے اس دعوی کی تصدیق نہ کی تو عورت سے گواہ لیے جائیں اگر گواہ پیش نہ ہوں یا ان میں شرائط گواہی موجود نہ ہوں تو شوہر سے حلف لیا جائے اگر حلف دے تو مقدمہ خارج کر دیا جائے یعنی نہ تفریق کی جائے اور نہ فیصلہ کیا جائے کہ عورت بدستور شوہر کے ساتھ رہے اگر وہ حلف سے انکار کر دے تو تفریق کر دی جائے"(19)

اگر کوئی واقعہ پیش آجائے جس سے حرمت مصاہرت کا ثبوت ہو جائے اور وہ عورت دعٰوی کرے اور شوہر کو کہے کہ علیحدہ ہو جاؤ اور شوہر جدائی اختیار نہ کرئے تو معاملہ قاضی کے پاس جائے گا اگر شوہر نے اس دعٰوی کی تصدیق نہ کی تو عورت سے گواہ لیے جائیں اگر عورت گواہ پیش نہ کر سکی یا گواہوں کی شرائط پوری نہیں تھیں تو شوہر سے حلف لیا جائے گا اگر شوہر نے حلف دے دیا تو مقدمہ خارج کر دیا جائے گا، عوام الناس ایسے حساس مسائل کی معلومات ہونی چاہیے تاکہ شریعت کی خلاف ورزی نہ ہو عصر حاضر میں لوگ طلاق کے وقوع کے بعد اپنا بیان بدل لیتے ہیں اسی طرح حرمت مصاہرت کے ثبوت کے بعد لوگ ایسا کرنا شروع نہ کر دیں۔

گواہ مدعی کے ذمہ ہیں چنانچہ امام ترمذی نقل کرتے ہیں:

"عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال في خطبته: البينة على المدعي، واليمين على المدعى عليه". (20)

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" گواہ مدعی کے ذمہ ہے اور قسم مدعیٰ علیہ کے ذمہ ہے۔

اپنے دعوی کے ثبوت میں گواہ پیش کرنا مدعی کا حق ہے اور اگر مدعیٰ علیہ مدعی کے دعوی کو صحیح ماننے سے انکار کردے اور مدعی اس سے قسم کھانے کا مطالبہ کرے تو مدعیٰ علیہ پر قسم کھانا ہے۔ اگر عورت دعویٰ دائر کرے تو قاضی کی ذمہ داری ہے کہ شوہر کو طلب کرئے اگر شوہر اس بات کا اقرار کرلے تو قاضی تفریق کردے اگر شوہر تسلیم کرئے کہ واقع ہی زنا ہوا ہے یا دواعی زنا پائے گئے اگر شوہر دعٰوی کی تصدیق نہ کرئے تو عورت سے گواہ طلب کیے جائیں گے لیکن اگر عورت گواہ پیش نہ کرسکے تو شوہر سے حلف لیا جائے گا اگر شوہر حلف دے کہ محض الزام ہے تو مقدمہ خارج کردیا جائے گا لیکن اگر شوہر حلف سے انکار کرئے تو قاضی کی ذمہ داری ہے کہ عورت اور مرد کے درمیان تفریق پیدا کردئے۔

شوہر کی تصدیق کی اتنی اہمیتا اس لیے ہے کہ حرمت مصاہرت کے اثبات سے شوہر کا حق تمتع زائل ہورہا ہے اور اس کی بیوی ہمیشہ کیلئے اس پر حرام ہورہی ہے لہٰذا وہ صاحب معاملہ ہے اس کی تصدیق کے بغیر اس کا حق زائل نہ ہوگا۔

اقرار کی صورت میں بھی شوہر خود اپنے حق کے سقوط کا اقرار کررہا ہے تو حرمت کا ثبوت ہو جائے گا چنانچہ قاعدہ ہے:

''المرءمؤاخذ باقراره''(21)

آدمی اپنے اقرار کی وجہ سے پکڑا جاتا ہے۔

شوہر بیوی کے بدن سے نفع اٹھانے کا مالک ہے اب اگر بیوی یہ دعویٰ کرے کہ مجھے شہوت کے ساتھ چھوا گیا ہے یا سسر دعویٰ کرے کہ میں نے بہو کو شہوت کے ساتھ چھوا ہے تو یہاں گویا کہ شوہر کے حق تمتع کو چھینا جارہا ہے اس لئے شوہر کی تصدیق ضروری ہوگی۔ البتہ سسر سے تصدیق کی ضرورت نہیں کیونکہ اس کا کوئی حق متعلق نہیں۔

گواہی کی تفصیل کے بارے میں علامہ علاء الدین حصکفی لکھتے ہیں:

"(وإن ادعت الشهوة) في تقبيله أو تقبيلها ابنه (وأنكرها الرجل فهو مصدق) لا هي (إلا أن يقول إليها منتشرا) آلته (فيعانقها) لقرينة كذبه أو يأخذ ثديها أو يركب معها أو يمسها

على الفرج أو يقبلها على الفم.قال الحدادي.وفي الفتح يتراءى إلحاقه الخدين بالفم.وفي الخلاصة: قيل له ما فعلت بأم امرأتك فقال جامعتها، تثبت الحرمة ولا يصدق أنه كذب ولو هازلا (وتقبل الشهادة على الاقرار باللمس والتقبيل عن شهوة، وكذا) تقبل (على نفس اللمس والتقبيل) والنظر إلى ذكره أو فرجها (عن شهوة في المختار) تجنيس: لان الشهوة مما يوقف عليها في الجملة بانتشار أو آثار"۔(22)

جب مرد نے بوسہ لیا یا عورت نے مرد کے بیٹے کا بوسہ لیا مرد شہوت کا انکار کرے تو مرد کی تصدیق کی جائے گی عورت کی تصدیق نہیں کی جائے گی مگر اس صورت میں جب وہ عورت کی طرف آلہ کے انتشار کی حالت میں اٹھے اور وہ اس عورت سے معانقہ کرے اس کی وجہ یہ ہے کہ مرد کے چھونے کا قرینہ پایا جارہا ہے یا اس عورت کا پستان پکڑ لے یا اس عورت کے ساتھ سوار ہو جائے یا اس عورت کی شرمگاہ کو چھوئے یا اس کے منہ پر بوسہ لے قیاس یہ کیا جاتا ہے کہ رخساروں کو ملانا منہ سے بوسہ لینے کی طرح ہے خلاصہ میں ہے کسی سے کہا گیا تو نے اپنی بیوی کی ماں سے کیا کیا تو اس نے کہا میں نے اس سے جماع کیا تو حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی اور اس قول میں مرد کی تصدیق نہیں کی جائے گی کہ اس نے جھوٹ بولا ہے اگرچہ وہ ہنسی مذاق کرنے والا ہو شہوت سے چھونے اور بوسہ لینے کے اقرار پر گواہی قبول کی جائے گی اسی طرح چھونے اور بوسہ لینے ،مرد کے آلہ تناسل اور عورت کی فرج کی طرف شہوت سے دیکھنے پر مختار قول کے مطابق گواہی قبول کی جائے گی کیونکہ شہوت ان چیزوں میں سے جس پر انتشار یا آثار سے فی الجملہ آگاہی ہو سکتی ہے۔

عورت مرد کے بیٹے کا بوسہ لے اور مرد شہوت کا انکار کرئے کہ میرے بیٹے کو کیسے شہوت آسکتی ہے تو اس مرد کی تصدیق کی جائے گی لیکن اگر شہوت کا کوئی قرینہ پایا جائے کہ آلہ منتشر ہو جائے یا پستان پکڑ لے عورت کے ساتھ سوار ہو جائے شرمگاہ کی طرف شہوت سے نظر کی یا رخسار کا بوسہ لیا یا شہوت سے چھوا اقرار کیا تو حرمت ثابت ہو جائے گی کیونکہ شہوت آگاہی ان چیزوں سے ہو سکتی ہے،اگر کسی شخص نے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کی ماں سے جماع کیا تو حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی اگرچہ اس نے جھوٹ کہا ہو یا مذاق کیا ہو مرد کی تصدیق نہیں کی جائے گی۔

عورت کے دعویٰ سے حرمت ثابت نہیں ہو گی چنانچہ علامہ علاءالدین حصکفی لکھتے ہیں:

"لان الحرمة ليست إليهاقالوا: وبه يفتى في جميع الوجوه"(23)

کیونکہ حرمت کا فیصلہ عورت کے ہاتھ نہیں ہے اور فقہاء کرام نے فرمایا تمام صورتوں میں اسی پر فتویٰ ہے۔

اگر عورت دعویٰ کرتی ہے حرمت مصاہرت کے ثابت ہونے کا لیکن مرد اس کے دعوی کو سچا تسلیم نہیں کرتا بلکہ جھوٹا تسلیم کرتا ہے تو حرمت ثابت نہیں ہو گی لیکن اگر خاوند تسلیم کرلے کہ ایسا ہوا ہے تو حرمت واقع ہو جائے گی اگر صرف عورت کے دعوی پر حرمت کا حکم دیا جائے پھر تو عورت آزاد ہو جائے گی اور جب شوہر سے لڑائی جھگڑا ہو گا تو وہ دعویٰ کر کے جان چھڑالے گی۔

عورت کے بیان کی کوئی حیثیت نہیں جب تک شوہر اس کی تصدیق نہ کرے ہاں اگر شوہر عورت کی بات کی تصدیق کر دے تو اس پر واجب ہے کہ عورت کو اپنے اوپر حرام جانے اور متارکہ کر دے جیسا کہ فتاوی ہندیہ میں ہے:

"فَإِنْ وَقَعَ عِنْدَهُ صِدْقُهُ وَجَبَ قَبُولُهُ"(24)

تو اگر اس کے دل میں اس کا صدق واقع ہو تو اسے قبول کرنا اس پر واجب ہے۔

اگر مرد سمجھتا ہے کہ یہ عورت اپنے بیان میں سچی ہے تو پھر عورت کے بیان کو قبول کرنا واجب ہے اور میاں بیوی کی علیحدگی ضروری ہے۔

ابن عابدین لکھتے ہیں:

"وثبوت الحرمة بلمسها مشروط بأن يصدقها، ويقع في أكبر رأيه صدقها وعلى هذا ينبغي أن يقال في مسه إياها لا تحرم على أبيه وابنه إلا أن يصدقاه أو يغلب على ظنهما صدقه".(25)

عورت کو چھونے کی صورت میں حرمت ثبوت میں یہ شرط ہے کہ مرد اس عورت کی تصدیق کرئے اور مرد کے ہاں غالب رائے یہ ہے کہ کہ عورت سچی ہے اس تعبیر کی بناپر یہ کہا جائے کہ کہ جب مرد اس عورت کو چھوئے کہ وہ عورت اس چھونے والے کے باپ اور اور اس کے بیٹے پر حرام نہ ہو گی مگر یہ کہ وہ دونوں تصدیق کریں یا اس کا صدق ان کے ظن غالب میں ہو۔

اگر کوئی عورت یہ کہتی ہے کہ فلاں مرد نے مجھے شہوت سے چھوا ہے اور سمجھتا ہے کہ عورت سچی ہے لیکن اس مرد کا باپ اور بیٹا تصدیق کریں کہ واقعی اس نے ایسا کیا ہے اور یہ ایسا کر سکتا ہے یہ بات کوئی بعید نہیں ہے تو حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی وہ عورت اس مرد کے باپ اور بیٹے پر حرام ہو جائے گی لیکن اگر باپ اور بیٹا تسلیم نہیں کرتے تو حرمت ثابت نہیں ہو گی۔

اگر سسر بہو کے چہرے پر ہاتھ لگائے اور کہے کہ میں نے شہوت کے بغیر ہاتھ لگایا ہے تو بیٹے کی تصدیق کے ساتھ اس کی بات کا اعتبار کیا جائے گا اور بہو بیٹے پر حرام نہ ہو گی، ہاں البتہ اگر انتشار ذکر ہوا اور اس حالت میں بہو کے پاس اٹھ کر جائے اور بہو شہوت کا دعویٰ کرے اور سسر انکار کرے تو اس کے انکار کا اعتبار نہ ہو گا اور بہو بیٹے پر حرام ہو جائے گی

۔

حرمت مصاہرت کے مسئلہ میں حرمت ثابت ہو جانے کے بعد میاں بیوی میں جدائی نہ کی جائے تو کئی فتنہ وفساد بر پا ہو جائیں گے رشتوں کا تقدس پامال ہو گا، بدکاری کا یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔

احدالزوجین کے ساتھ ایک اور کی بھی شرکت ہو تی ہے اس کی گواہی قبول ہونے کے متعلق سعید احمد پالنپوری لکھتے ہیں:

"حرمتِ مصاہرت جن واقعات سے ثابت ہوتی ہے ان میں احدالزوجین کے ساتھ ایک اور کی بھی شرکت ہوتی ہے، اور واقعہ کی صحت اور عدمِ صحت نیز شہوت کے وجود وعدم کا اس کو بھی علم ہوتا ہے، لیکن باوجود تلاش کرنے کے کہیں یہ جزئیہ نہیں ملا کہ مقدمہ میں اس سے بیان لیا جائے گا یا نہیں؟ اگر اس کا بیان ہو تو وہ کیا حیثیت رکھتا ہے؟ قواعد میں غور وخوض کے بعد رجحان اسی طرف ہوا ہے کہ وہ مدعٰی علیہ نہیں، اس واسطے اس کو مدعٰی علیہ بنا کر بیان پر مجبور نہ کیا جائے، بلکہ اس کو شاھد سمجھا جائے اور اس کی شہادت معتبر ہونے نہ ہونے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر وہ شخص اپنے دوسرے افعال واقوال کے اعتبار سے عادل ہو اور اس واقعہ میں بھی کسی ایسے فعل کا اقرار نہیں ہے جو مسقط عدالت ہو (مثلاوطی بالشبہ وغیرہ کا بیان دے) تب تو اس کی شہادت مقبول ہونے میں کوئی شبہ نہیں، اور اگر کوئی ایسا فعل بیان کرے کہ جس سے اس کا فسق ثابت ہوتا ہو تو اس کی یہ شہادت معتبر ہو گی یا نہیں؟ اس میں بعض وجوہ سے تردد ہے بوقت ضرورت کتبِ مذہب اور علماء سے تحقیق کر لی جائے البتہ اگر یہ مرد ہو تو اس نے شہادت دی ہے وہ خود اس کے حق میں اقرار ہے، اگر آئندہ کسی ایسی عورت سے نکاح کرلے جو اس عورت کے اصول وفروع میں سے ہو یا پہلے سے کوئی ایسی عورت اس کے نکاح میں ہو تو ماخوذ بِالْاِقرار ہو گا"۔[26]

حرمتِ مصاہرت جن واقعات سے ثابت ہوتی ہے ان میں میاں بیوی کے ساتھ ایک اور کی بھی شرکت ہوتی ہے اب اس شخص سے بیان لیا جائے گا یا نہیں لیکن اگر وہ شخص عادل ہو دوسرے شخص کے لحاظ سے تو اس کی گواہی قبول کی جائے گی اگر وہ کہتا ہے کہ واقعہ اسی طرح ہی ہوا ہے اگر مرد ہے تو اقرار کے حکم میں ہے تو حرمت ثابت ہو جائے گی اگر عورت ہے تو علما سے رائے لی جائے گی اس لیے کہ دار الافتاء میں اور علماء کے پاس اس طرح کے مسائل آتے ہیں وہ حالات کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے اور اس صورت میں کوئی خرابی تو لازم نہیں آرہی دیکھ کر فیصلہ کریں گے۔

عورت کا خلع کے لیے رجوع:

حرمتِ مصاہرت کا دعویٰ فی نفسہٖ صحیح اور واقعہ کے مطابق تھا لیکن وہ معتبر گواہوں سے اُسے ثابت نہ کر سکی تو اُس پر لازم ہے کہ خلع کے ذریعہ اُس سے علیحدہ ہونے کی کوشش کرے اگر کوئی کوشش کامیاب نہ ہو، تو اَب سارا وبال شوہر پر ہوگا، وہ گنہگار نہ ہوگی۔البتہ خلع کے لیے رجوع کرئے گی خلع کے متعلق قرآن مجید میں ہے:

﴿فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾(27)

''اگر تمہیں یہ خوف ہو کہ یہ زوجین اللہ کی حدود کو قائم نہ رکھ سکیں گے، تو عورت نے جو بدلِ خلع دیا ہے (شوہر کے اسے لینے میں) تم دونوں پر کوئی حرج نہیں ہے۔

''خلع'' یہ ہے کہ زوجین جب اس نتیجے پر پہنچ جائیں کہ وہ شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے اپنی ازدواجی زندگی قائم نہیں رکھ سکیں گے اور حرمت مصاہرت کے ثبوت کے بعد شوہر طلاق دینے پر رضامند نہیں ہے تو پھر بیوی نے نکاح کے موقع پر جو ''حقِ مہر'' لیا ہے، وہ شوہر کو واپس کر دے اور شوہر اُس کے عوض اُسے طلاق دے دے اس طرح وہ اس سے جدا ہو جائے گی۔

بعض اوقات مظلوم عورت کے ایسے احوال سامنے آتے ہیں کہ جس سے شریعت کی خلاف ورزی لازم آتی ہے دکھ ہوتا ہے،اس کے لیے اسلامی نظریاتی کونسل کو مذہبی حدود کے اندر رہتے ہوئے ایسے قوانین مرتب کرنا چاہیے کہ اگر کوئی اس طرح کا مسئلہ درپیش ہو تو فوری قانون سازی کے ذریعے شرعی اصولوں کے مطابق فیصلہ کرے۔

حرمت مصاہرت کے ثبوت کے بعد خلع کے متعلق ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

فإنه حلف ولا بينة لها فالإثم عليه.(28)

اگر اس نے حلف دیا اور عورت کے پاس گواہ نہیں پس اس پر گناہ ہوگا۔

حرمت مصاہرت کا ثبوت تو ہوا لیکن وہ ثابت نہ کر سکی اور اس کے پاس گواہ بھی نہیں اور مرد متارکہ بھی نہیں کر رہا اور شوہر نے حلف بھی دے دیا تو عورت کے لیے لازم ہے کہ وہ خلع کے لیے قاضی کے پاس جائے اور جدائی کی کوشش کرے اگر کوئی کوشش کامیاب نہ ہو، تو اَب سارا گناہ شوہر پر ہوگا، وہ گنہگار نہ ہوگی ۔

حرمت مصاہرت کے ثبوت کے بعد علیحدگی ضروری ہے معاشرے کی شرمندگی سے بچتے ہوئے معاملہ کو دبایا نہ جائے۔

ائمہ ثلاثہ مالکیہ ،شوافع اور حنابلہ کے نزدیک حرمت مصاہرت کے ثبوت کے بعد بھی نکاح فسخ ہو جائے اور جدائی ڈال دی جائے گی فقہاء کی جماعت میں سے صرف احناف نے متارکہ کی اصطلاح کو استعمال کیا ہے جبکہ جمہور فقہاء نے متارکہ کی بجائے فسخ کی اصطلاح کو استعمال کیا ہے اس میں اختلاف ہے کہ متارکہ اور فسخ میں فرق ہے یا نہیں بعض نے کیا فرق ہے اور بعض نے کہا کوئی فرق نہیں ہے اور حق یہی ہے کہ متارکہ اور فسخ میں کوئی فرق نہیں ہے۔

حرمت مصاہرت کے اصولوں میں اختلاف:

فقہاء کے نزدیک حرمت مصاہرت کے اصولوں میں اختلاف ہے احناف کے نزدیک لمس ،نظر ، معانقہ ،خلوت صحیحہ ،اقرار ، نکاح صحیح اور زنا سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے ، مالکیہ کے نزدیک عقد صحیح ،عقد فاسد، لمس و نظر اور تقبیل سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے اور مالکیہ کے نزدیک زنا اور مقدمات زنا سے حرمت کے ثبوت میں اختلاف ہے، شوافع کے نزدیک نزدیک موطوءہ کا زندہ ہونا شرط ہے اور وطی بالشبہ سے بھی حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے، حنابلہ کے نزدیک عقد صحیح سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی مباشرت ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو اور وطی بالشبہ سے جیسے وطی حلال سے ثابت ہوتی ہے۔

مالکیہ کے نزدیک بعداز ثبوت حرمت مصاہرت کے احکام:

حرمت مصاہرت کے ثبوت سے مالکیہ کے نزدیک نکاح فسخ ہو جائے گا چنانچہ خلف بن ابی القاسم محمد ازدی لکھتے ہیں۔

"ومن تزوج امرأة فلم يبن بها حتى تزوج ابنتها وهو لا يعلم فدخل بالابنة، فارقهما جميعاً"(29)

جس نے کسی عورت سے شادی کی اور پھر اس کو ظاہر نہ کیا یہاں تک کہ اس کی بیٹی سے شادی کر لی اور اسے معلوم نہ تھا پس دخول کر لیا بیٹی کے ساتھ تو دونوں کے درمیان فرقت ڈال دی جائے گی۔

اگر کوئی مرد عورت سے شادی کرتا ہے اور پھر اس کی بیٹی سے شادی کرتا ہے اور دخول کر لیتا ہے تو میاں بیوی کے درمیان فرقت ڈال دی جائے گی۔

محمد بن یوسف غرناطی لکھتے ہیں:

"إِذَا عَقَدَ عَلَى أُمٍّ وَابْنَتِهَا بِعَقْدٍ وَاحِدٍ فُسِخَ أَبَدًا"(30)

اگر کوئی ماں اور بیٹی کو ایک ہی عقد میں جمع کر لے تو نکاح کو ابدی فسخ کر دیا جائے گا۔

کسی شخص نے عورت کے ساتھ شادی کی اور پھر اس کی بیٹی کے ساتھ شادی کی تو نکاح فسخ ہو جائے گا۔

محمد بن احمد قرطبیؒ لکھتے ہیں:

فإذا تزوج الرجل امرأة وابنتها في عقدة واحدة، فإن عثر على ذلك قبل أن يدخل بواحدة منهما فرق بينه وبينهما بغير طلاق ولم يكن لواحدة منهما شيء من الصداق وكان له أن يتزوج من شاء منهما۔(31)

اگر مرد نے عورت اور اس کی بیٹی کے ساتھ شادی کی ایک عقد میں اس نے ان دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ دخول کیا پس اس کے درمیان اور ان دونوں کے درمیان تفریق ڈال دی جائے گی بغیر طلاق کے اور ان دونوں میں سے کسی ایک کے لیے بھی حق مہر نہ ہو گا وہ شادی کرتا جس کے ساتھ چاہتا ان دونوں میں سے۔

مالکیہ کے نزدیک ماں اور بیٹی کو ایک عقد میں جمع کیا تو تفریق ڈال دی جائے گی۔

وأما إن لم يعثر على ذلك حتى دخل بهما فيفرق بينهم أيضا بغير طلاق۔(32)

اگر اس نے دونوں کے ساتھ دخول کیا تو پھر بھی ان کے درمیان تفریق ڈال دی جائے گی بغیر طلاق کے۔

اگر کسی شخص نے ماں اور بیٹی دونوں کے ساتھ دخول کر لیا تو بھی ان کے درمیان فرقت ڈال دی جائے گی۔

شوافع کے نزدیک بعد از ثبوت حرمت مصاہرت کے احکام:

یحیٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

"وإن تزوج إمرأة ثم وطئ بنتها أو أمها بشبهة أو وطئ الاب زوجة الابن بشبهة أو وطئ الابن زوجة الاب بشبهة انفسخ النكاح"(33)

اور اگر کسی نے عورت سے شادی کی پھر اس کی بیٹی سے وطی کر لی یا اس کی ماں کے ساتھ شبہ کے ساتھ یا باپ نے وطی کر لی بیٹے کی زوجہ کے ساتھ شبہ کے ساتھ یا بیٹے نے وطی کر لی باپ کی زوجہ کے ساتھ شبہ کے ساتھ تو نکاح فسخ ہو گیا۔

شوافع کے نزدیک حرمت مصاہرت اگرچہ زنا سے بھی ثابت نہیں ہوتی وطی بالشبہ سے ثابت ہو جاتی ہے لیکن اگر حرمت مصاہرت ثابت کسی صورت میں تو نکاح فسخ ہو جائے گا دونوں میں جدائی ڈال دی جائے گی۔

حنابلہ کے نزدیک بعد از ثبوت حرمت مصاہرت کے احکام:

فسخ نکاح کے بارے میں ابن قدامہ لکھتے ہیں:

"وإن وطئ أم امرأته وابنتها انفسخ النكاح؛ لأنه طرأ عليها ما يحرمها"(34)

اور اگر وطی کی کسی عورت سے اور اس کی بیٹی سے وطی کی تو نکاح فسخ ہو جائے گا اس لیے کہ ایسا کرنا سخت منع ہے۔ حنابلہ کے نزدیک حرمت مصاہرت سے نکاح فسخ ہو جائے گا۔

فسخ نکاح کے بارے میں علی بن سلیمان حنبلی لکھتے ہیں:

"وَلَوْ وَطِئَ أُمَّ زَوْجَتِهِ، أَوْ ابْنَتَهَا بِشُبْهَةٍ، أَوْ زِنًا: انْفَسَخَ النِّكَاحُ. وَلَهَا نِصْفُ الصَّدَاقِ. نَصَّ عَلَيْهِ فِي رِوَايَةِ ابْنِ هَانِئٍ"(35)

اگر وطی کی زوجہ کی ماں کے ساتھ یا اس کی بیٹی کے ساتھی یا وطی بالشبہ کی یا زنا کیا تو نکاح فسخ ہو جائے گا اس کے لیے نصف حق مہر ہے اس پر نص ہے ابن ہانی کی روایت۔

ابن ہانی کی روایت سے ثابت ہے زوجہ کی ماں سے وطی یا اس کی بیٹی سے زنا کر لیا تو نکاح فسخ ہو جائے گا۔

حنابلہ کے نزدیک بھی بیوی کی ماں سے وطی کر لی یا بیوی کی بیٹی سے زنا کر لیا تو نکاح فسخ ہو جائے گا اور اس شخص پر اس کی بیوی ہمیشہ کے لیے حرام ہو جائے گی۔

حرمت مصاہرت کا ثبوت قرآن، احادیث طیبہ، آثار صحابہ، اقوال تابعین اور دلائل عقلیہ سے ہوتا ہے البتہ فقہاء کے نزدیک حرمت مصاہرت کے اصولوں کے درمیان فرق ہے اور حرمت مصاہرت کے اسباب کون سے ہیں اس میں بھی اختلاف ہے اگر حرمت مصاہرت کا ثبوت ہو گیا اصولوں کے مطابق تو نکاح فسخ ہو جائے گا اور جدائی ڈال دی جائے گی اور احناف نے متارکہ کی اصطلاح استعمال کی ہے کہ مرد کے لیے ضروری ہے کہ متارکہ کرے اس کے بعد وہ عورت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔

خلاصہ مضمون

حرمت مصاہرت کے واقع ہونے کے بعد عورت کے لیے لازم ہے کہ وہ ہر گز شوہر کے پاس نہ رہے اور نہ ہی شوہر کو قریب آنے دے اور مرد کے لیے لازم ہے کہ وہ عورت سے متارکہ کرے علاء الدین حصکفی کے نزدیک متارکہ صرف مرد کر سکتا ہے جبکہ ابن عابدین شامی کا موقف یہ ہے کہ عورت بھی متارکہ کر سکتی ہے کیونکہ متارکہ اور فسخ کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے فقہاء نے کہا کہ عورت کو اگر متارکہ کا حق دے دیا جائے تو فتنہ لازم آئے گا کہ وہ خود متارکہ

کر لے گی اور خاوند سے آزاد ہو جائے گی۔ حرمت مصاہرت یا تو نکاح سے پہلے ہوئی یا بعد میں یعنی حرمت مصاہرت کے ثبوت کا کوئی سبب نکاح سے قبل پایا گیا یا نکاح کے بعد پایا گیا، اگر حرمت مصاہرت پہلے ہوئی تو نکاح سرے سے ہی فاسد و مردود واقع ہوا، عورت بذات خود اسے فسخ کر سکتی ہے اگرچہ شوہر غیب ہو کیونکہ یہ معصیت ہے اور معصیت سے بچنا واجب ہے یہ آپس کا متارکہ جو ہے وہ قاضی کی تفریق کے منافی نہیں ہے۔

مصاہرت کی وجہ سے، عورت حرمت مصاہرت پیدا ہو جانے کا دعویٰ کرتی ہو اور مرد اس سے انکار کرتا ہو، یا نکاح فاسد ہو گیا، لیکن مرد و زن از خود ایک دوسرے سے علیحدہ ہونے کو تیار نہ ہوں، ایسی تمام صورتوں میں پھر یہ مسئلہ دائرۂ قضاء میں آجاتا ہے اور قاضی کا فیصلہ ضروریہو جاتا ہے۔ عورت کو عدالت میں دعویٰ دائر کرنا چاہیے یا مصالحتی کونسل میں شوہر کو طلب کرئے اور متارکت ہونے کے بعد عدت پوری کر کے دوسرے شوہر سے نکاح کر کے اپنی اچھی زندگی گزارے عصر حاضر میں دار الافتاء میں ایسے مسائل کا حل موجود ہے اور مفتیان کرام ذمہ داریاں سرانجام دے رہے ،مغربی افکار مسلمانوں میں رشتوں کے تقدس کو ختم کرنا چاہتے ہیں تاکہ مسلمانوں میں رشتوں کے تقدس کا لحاظ باقی نہ رہے , اخبارات میں خبریں شائع ہوتی ہیں ایسے واقعات سے مسلمانوں کی ساکھ خراب ہو رہی ہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل کو مذہبی حدود کے اندر رہتے ہوئے ایسے قوانین مرتب کرنا چاہیے کہ اگر کوئی اس طرح کا مسئلہ در پیش ہو تو فوری قانون سازی کے ذریعے شرعی اصولوں کے مطابق فیصلہ کرے۔

References:

(1)Umar, Ahmad Mukhtar, Mu'jam Al-lughar al-arabiah, Alam al-kotub, 1429.p: 291

(2)Encyclopedia of Fiqhiah Kuwaitia, Ministry of Awqaf, Dar al-safwah, Egypt.1427. 92:2

(3)Ibid, 36: 61

(4)Zayli, Uthman b. Ali, Tabyin Al-Haqaiq, Bulaq, Cairo, Egypt, 2: 153

(5)Haskafi, Ala al-din, Al-dur Al-mukhtar, Dar al-kotob al-ilmiyyah, 1421. P: 180

(6)Shami, Ibn Aabidin, Radd al-muhtar, 3: 133

(7)Ibn Nujaym, Al-bahr al-raiq, Dar al-kitab al-Islami, 3: 247

(8)Shami, Ibn Aabidin, Radd al-muhtar, 3: 37

(9) Ibid

(10) Ibid

(11)Ahmad Raza, Fatawa Razvia, Raza foundation, Lahore, 11: 80

(12)Ibid, 11: 126

(13)Ibid, 11: 126

(14)Shami, Ibn Aabidin, Radd al-muhtar, 3: 133-134

(15)Palanpuri, Saeed Ahmad, Hurmat Musaharat, Maktabah Hijaz Deoband. P: 69-70

(16)Mausu'a Kuwaitiah, 29: 6
(17)Hurmat Musaharat, p: 70
(18)Fatawa Razwiah, 12: 106
(19)Thanvi, Ashraf Ali, Al-Hilyah al-najizah, India. P:150-151
(20)Tirmidhi, Muhammad b. Esi, Al-sunan, Dar al-Gharb al-islami, Beirut, 3: 19, Hadith: 1341
(21)Barkati, Amim Al-Ehsan, Qawaid Al-fiqh, Al-sadaf Publisher, Karachi, 1986. P: 120
(22)Haskafi, Ala al-din, Al-dur Al-mukhtar, Dar al-kotob al-ilmiyyah, 1421. P: 180
(23)Ibid, p: 204
(24)Lajnah ulama Nizam al-din, al-fatawa al-hindia, Dar al-fikr, Beirut, 1310. 5: 312
(25)Shami, Ibn Aabidin, Radd al-muhtar, 3: 33
(26)Hurmat Musaharat, p: 73-74
(27)Al-baqarah 2: 229
(28)Shami, Ibn Aabidin, Radd al-muhtar, 3: 251

(29)Azdi, Khalf bin abi al-aqasim, Al-tahdhib, dar al-buhus, Dubai, 2002. 2: 205

(30)Gharnati, Muhammad b. Yusuf, Al-taaj al-iklil, Dar al-kutob al-ilmiyyah, 1994. 5: 113

(31)Qurtubi, Muhammad b. Ahmad, al-muqaddimat, Dar al-Gharb al-islami, Beirut, Lebanon. 1408. 1: 458
(32)ibid
(33)Nawavi, Yahya b. sharaf, Al-majmu', Dar al-fikr, Beiruto, 16: 231

(34)Ibn Qudamah, Al-kafi fi fiqh al-imam Ahmad, Dar al-kutob al-ilmiyyah, 1994, 3: 29

(35)Muradvi, Ali b. Sulayman, Al-insaf, Dar Ihya al-turath al-arabi, 8: 279